

(باب دوم) اسلامی تشخص

اسلامی تشخص سے مراد وہ اخلاق و اعمال ہیں جن سے اسلام کی پہچان ہے اور جو اسلام کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ مثلاً ارکان اسلام، حقوق العباد، محاسن اخلاق اور زائل اخلاق وغیرہ

﴿ارکان اسلام﴾

سوال 1: نماز کی ضرورت و اہمیت پر مفصل نوٹ لکھیں۔

لغوی معنی:

نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے، اس کیلئے عربی میں ”صلوٰۃ“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں دعا کرنا، قریب ہونا، استغفار کرنا۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اصلاحی معنی:

نماز وہ بدنی عبادت ہے جو ہر عاقل و بالغ مسلمان پر دن اور رات کے پانچ مخصوص اوقات میں مخصوص طریقے کے مطابق ادا کرنا فرض ہے جس کا مکمل طریقہ سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

اسلامی نظام عبادات:

اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ وہ اپنے پیروں کا روں کو چند اعتقادات (عقائد) ہی دے دینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ان کی پوری زندگی کو ان اعتقادات کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے عبادات کا ایک نظام بھی مقرر کرتا ہے۔ اسلامی عبادات بنیادی طور پر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج پر مشتمل ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے ہی انسان صحیح معنی میں مسلمان اور مومن بن سکتا ہے کیونکہ اسی نظام عبادات پر عمل کرنا زبان اور دل سے ایمان لانے کی دلیل ہے۔

نماز کی ضرورت و اہمیت قرآن کی روشنی میں

1. فرضیت نماز:

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے نماز ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے اور ہر امت پر فرض رہی ہے البتہ پانچ نمازیں صرف حضور ﷺ کی امت کو عطا کی گئی ہیں، نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں کئی مرتبہ اہل ایمان کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اقیموا الصلوٰۃ ولا تکنوا من المشرکین ترجمہ:- ”نماز قائم کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت بنو“

2. اہل خانہ کو نماز کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے ہجرت مدینہ سے پہلے اپنے نبی کریم ﷺ کو معراج کا عظیم معجزہ عطا فرمایا اور اس موقع پر آپ ﷺ کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا اور قرآن مجید کے ذریعہ حکم دیا کہ آپ ﷺ خود بھی نماز کی پابندی کیجئے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیجئے۔

وامر اہلک بالصلاۃ واصطبر علیہا (طہ: ۱۳۲) ”اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر قائم رہو“

3. دینی تربیت اور فلاح دارین کا اہم ترین حصہ: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

نماز دینی تربیت کا اہم ترین حصہ ہے اسی وجہ سے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو نماز کی تلقین کرتے رہے ہیں چنانچہ نماز کی ادائیگی سے انسان کی دینی تربیت ہو جاتی ہے اور وہ دو جہاں میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ دو جہاں میں ناکام ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے۔

قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاۃ تہم خاشعون (المومنون: ۲۰۱)

”یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں عاجزی اختیار کرتے ہیں“

4. نماز جہنم سے آزادی کا ذریعہ:

ایمان قبول کرنے کے بعد جہنم سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز قائم کرنا ہے کیونکہ ایک آیت میں مذکور ہے کہ جب جنتی جہنم والوں سے عذاب کی وجہ دریافت کریں گے تو اپنے جہنم میں پھینکے جانے کی ایک وجہ یہ بتائیں گے۔

قالوا لم نك من المصلين (المذثر: ۴۳)

”وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

5. نمازوں کی حفاظت کا حکم:

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید اہل ایمان کو ہمیشہ نمازوں کی حفاظت کرنے یعنی انہیں مقررہ وقت پر پورے ادب و احترام اور سنت کے مطابق ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اس سے غفلت پر عذاب کی وعید (دھمکی) سناتا ہے۔

حافظو اعلی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی (البقرة ۲۳۸)

”نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتهم ساهون الذین ہم یراءون (الماعون: ۵، ۳)

”پس ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں جو کہ دکھلاوا (ریاکاری) کرتے ہیں“

نماز کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

1. نماز دین کا ستون:

قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز دین اسلام کا اہم ستون ہے اور ایمان لانے کے بعد سب اہم عبادت نماز ہی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

الصلوٰۃ عماد الدین..... ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز قائم کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز قائم نہ کی اس نے دین کو گرا دیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ترجمہ: دین کی اصل بنیاد اسلام ہے اور اس عمارت کا ستون نماز ہے۔

راس الامر الاسلام وعموده الصلوٰۃ

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

2. اسلام اور کفر میں فرق:

دل و زبان سے اللہ تعالیٰ کو معبود تسلیم کرنے کے بعد اس کے سب سے اہم حکم نماز کی ادائیگی سے انحراف ایک طریقے سے خدا تعالیٰ کو معبود ماننے سے انکار کرنے

کے برابر ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفرانہ روش اختیار کی“

من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر

ترجمہ: مومن بندے اور کافر کے درمیان فرق نماز کا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے

3. قرب خداوندی

نماز قرب خداوندی کا سب سے موثر وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ جب انسان دن میں پانچ مرتبہ اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ کر اپنے رب کا حکم پورا کرنے کیلئے اس کے دربار پر حاضر ہوتا ہے اور اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے دربار میں عظیم مقام ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اپنے رب سے چپکے چپکے بات چیت کرتا ہے“

ان احدکم اذ اصلی یناحی ربہ

4. روز قیامت پہلا سوال:

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر روز قیامت سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا اور نماز کے درست ہونے پر ہی تمام اعمال کے درست ہونے کا انحصار ہوگا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا“

اول ما سئل سئل عن الصلوٰۃ

ایک دوسرے مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

”جس کی نماز درست نکل آئی تو اس کے تمام اعمال بھی درست قرار دیئے جائیں گے اور جس کی نماز ناقص نکلی اس کے باقی تمام اعمال بھی ضائع چلے جائیں گے۔“

5. تارک صلوٰۃ کا انجام:

ایک حدیث مبارک میں نماز چھوڑنے کی سخت وعید ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ: ”جو نماز کی حفاظت نہیں کرتا اس کے لئے نور اور دلیل اور نجات نہیں ہے اور قیامت کے روز وہ قارون اور فرعون اور ہامان اور امیہ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

6. چند دیگر احادیث:

نماز کی اہمیت پر رسول اللہ ﷺ کے بہت سے ارشادات میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
- ۲۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔
- ۳۔ جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا۔
- ۴۔ جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کر دیا۔
- ۵۔ نماز پڑھنے سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح خزاں میں پتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال 1: ارکان اسلام سے کیا مراد ہے؟ فرد کی تعمیر سیرت اور معاشرے کی تشکیل میں نماز کیا کردار کرتی ہے؟

”یا“ نماز کے انفرادی اور اجتماعی فوائد تفصیلاً بیان کیجیے

﴿ارکان اسلام﴾

ارکان اسلام سے مراد دین کے وہ بنیادی اصول و اعمال ہیں جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔ ارکان اسلام پانچ ہیں۔

- ۱۔ کلمہ شہادت
- ۲۔ نماز قائم کرنا
- ۳۔ رمضان کے روزے رکھنا
- ۴۔ زکوٰۃ ادا کرنا
- ۵۔ بیت اللہ کا حج کرنا

نماز کا لغوی مفہوم:

نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے، اس کیلئے عربی میں ”صلوٰۃ“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں دعا کرنا، قریب ہونا۔

نماز کا اصطلاحی معنی:

نماز وہ بدنی عبادت ہے جو ہر عاقل، بالغ مسلمان پر دن اور رات کے پانچ مخصوص اوقات میں مخصوص طریقے کے مطابق ادا کرنا فرض ہے جس کا مکمل طریقہ سنت نبوی ﷺ کے طریقہ سے ثابت ہے۔

اسلامی نظام عبادات:

اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ وہ اپنے پیروں کا روں کو چند اعتقادات (عقائد) ہی دے دینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ان کی پوری زندگی کو ان اعتقادات کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے عبادات کا ایک نظام بھی مقرر کرتا ہے۔ اسلامی عبادات بنیادی طور پر نماز، زکوٰۃ روزے اور حج پر مشتمل ہے اس پر عمل کرنے سے ہی انسان صحیح معنی میں مسلمان اور مومن بن سکتا ہے کیونکہ اسی نظام عبادات پر عمل کرنا زبان اور دل سے ایمان لانے کی دلیل ہے۔

(نماز کے انفرادی فوائد)

1. اطاعت الہی کا جذبہ:

دن اور رات میں پانچ بار اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری سے انسان کو اطاعت الہی کا وہ سچا جذبہ نصیب ہوتا ہے جو انسان کو باقی تمام اعمال میں بھی اس اطاعت کو اختیار کرنے پر ابھارتا ہے۔

”پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ“ (الحج ۷۸)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

2. نماز اور یاد الہی:

نماز یاد الہی کا سب سے اہم ذریعہ ہے کیونکہ اس میں ذکر کی تمام صورتیں پائی جاتی ہیں یہی وجہ کے تمام عبادات میں نماز سب سے پہلے فرض کی گئی۔ ارشاد خداوندی

”اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو“

واقم الصلاة لذكرك (طہ: ۱۳)

3. احساس بندگی:

اللہ تعالیٰ کے سامنے بندہ کی دن میں پانچ مرتبہ حاضری اس کے دل میں یہ احساس تازہ رکھتی ہے کہ وہ اپنے اللہ کا بندہ ہے بندگی کا یہ احساس متواتر پڑھنے سے ایک مسلمان کی فطرت ثانیہ (پختہ عادت) بن جاتا ہے اور اس کی پوری زندگی تعمیل احکام کا عملی نمونہ بن جاتی ہے۔ حدیث مبارک ہے:

ان تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك (متفق علیہ)

ترجمہ: تو اللہ کی عبادت ایسے کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے“

4. قرب خداوندی: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

دن میں پانچ مرتبہ قرب خداوندی کا احساس مسلمان کو یقین دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ ہے یہ کبھی خود کو تنہا محسوس نہیں کرتا یہی قرب خداوندی کا احساس انسان کو نیکی پر چلاتا اور بدی سے بچاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد (القرآن) ترجمہ: ہم تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو گویا اپنے رب سے چپکے چپکے بات چیت کرتا ہے“

5. گناہوں سے بچاؤ:

نمازوں کے درمیانی وقفے میں بھی نمازوں کے اثرات جاری و ساری رہتے ہیں نماز کے بعد گناہ کا خیال آئے تو بندہ سوچتا ہے کہ ابھی تو اپنے اللہ سے دعا کر کے آیا ہوں کہ اے اللہ مجھے گناہوں سے بچا اور ابھی گناہ کا کام کروں گا تو کچھ دیر بعد اس کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ یہ چیز اسے مستقلاً گناہ سے روکے رکھتی ہے۔ قرآن مجید اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر (سورة المنكوت 45) ”بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے“

6. سکون قلب:

نماز ذکر الہی کی اعلیٰ ترین شکل ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو سکون نصیب ہو سکتا ہے درج ذیل آیت مبارکہ اس حقیقت کو بیان کرتی ہے۔

الا بذكر الله تطمئن القلوب (الرعد 28) ترجمہ: جان لو اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے“

7. ظاہری اور باطنی پاکیزگی: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

نماز ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا ذریعہ ہے کیونکہ با وضو ہونا جسم، لباس اور نماز کی جگہ وغیرہ کا پاک ہونا نماز کی شرائط میں شامل ہے اسی طرح دل کے دنیاوی خیالات سے پاک ہونا بھی نماز کے تقاضوں میں شامل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

”اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھو لیا کرو“۔ (المائدہ)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے“۔ (القرآن)

8. نماز اور نصرت خداوندی:

نماز مومن کو یہ سبق یاد کرواتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر مشکل میں مدد کرنے والا ہے اور ہر حال میں مدد کرنے والا ہے یہی وجہ ہمارے نبی ﷺ ہر پریشانی، ہر خطرے اور ہر ضرورت کے موقع پر نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی التجا فرماتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے:

يا ايها الذين امنوا استعينوا بالصبر والصلاة (البقرة 153)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو۔

9. پابندی وقت کی عادت:

اسلام نے نمازوں کے اوقات مقرر کیے ہیں۔ جب انسان دن میں پانچ مرتبہ وقت پر نماز ادا کرتا ہے تو اس میں دیگر کام بھی وقت پر کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا۔

”بلاشبہ نماز ایمان والو پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے“۔ (النساء)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

10. آخرت کی نجات:

”جو نماز کی حفاظت کرتا ہے تو یہ نماز اس کیلئے روز قیامت نور اور دلیل اور نجات ہوگی۔ (الحديث)

11. گناہوں کی معافی:

ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر تمہارے دروازے کے سامنے ایک نہر ہو اور تم پانچ وقت اس میں نہاؤ تو کیا تمہارے جسم پر کوئی میل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ ان کے ذریعے سے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ (الحديث)

12. طبی اور جسمانی فوائد:

نماز کے بے شمار طبی اور جسمانی فوائد بھی ہیں مثلاً جسمانی اور لباس کی پاکیزگی و طہارت کا حصول، صفائی کا خیال، بیماریوں اور گندگی سے نجات دہنی اور جسمانی سکون و راحت، جسمانی، ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کا نشو و نما پانا وغیرہ اسی طرح جدید سائنس نے بھی نماز کے بہت سے فوائد ثابت کیے ہیں۔

(نماز کے اجتماعی یا معاشرتی فوائد)

13. باہمی محبت و یگانگت:

خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے سلسلے میں پانچ مرتبہ باہم ملنے والے افراد کے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہوتی ہے جس سے سب کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ ”بے شک ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں“ (الحجرات)

14. اجتماعیت کا شعور:

نماز باجماعت اور بطور خاص جمعہ اور عیدین کی نمازوں سے مسلمانوں میں اجتماعیت کا شعور پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمام مسلمان ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر ایک ہی امام کے پیچھے ایک ہی انداز میں اپنی تمام ذاتی اور انفرادی مصروفیات چھوڑ کر ایک اجتماع کی صورت میں نماز ادا کرتے ہیں تو انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم سب ایک ہیں اور ہماری اجتماعی عبادت بھی ایک ہے۔

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ایک جسم کی طرح“ (الحديث)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

15. فکری وحدت اور عملی مساوات کا درس:

جب مسلمان رنگ و نسل، علاقے اور طبقے کے امتیازات سے بے نیاز ہو کر شانے سے شانہ ملا کر ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو اس سے ان کے درمیان فکری وحدت اور عملی مساوات کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”اے لوگوں تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا باپ (آدم) ایک ہے پس کوئی فضیلت نہیں عربی کو، عجمی پر سرخ کو، کالے پر کالے کو، سرخ پر سوائے تقویٰ کے“

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

16. نماز باجماعت کا زیادہ ثواب:

اجتماعی شکل میں انجام پانے والے اعمال کی کیفیات، انفرادی اعمال کے مقابلے میں زیادہ موثر ہوتی ہیں اسی لیے اجتماعی نماز کا ثواب انفرادی نماز کے مقابلے میں ستائیس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔

ترجمہ: باجماعت نماز انفرادی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔ (الحديث)

17. بے نمازوں کو دعوت:

نمازیوں کو مسجد آتے جاتے دیکھ کر بے نمازوں کو ترغیب و تخریص ہوتی ہے اور وہ بھی نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

”تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کیلئے پیدا کیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو“ (القرآن)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

18. اطاعت امیر اور اجتماعی نظم و ضبط کا شعور:

نماز میں امام کا تقرر اور اس کی پیروی، اجتماعی نظم و ضبط کا شعور پیدا کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اپنے حاکموں کی“ (القرآن)

لہذا مردوں کیلئے جان بوجھ کر بغیر عذر کے نماز باجماعت چھوڑنا سخت گناہ قرار دیا گیا ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو لوگ مسجد میں نماز کیلئے نہیں آتے اگر مجھے ان کے بیوی بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کے گھروں کو آگ لگوا دیتا“ (الحديث)

بے روح نمازیں

نماز کی ادائیگی اسلام کا اہم اور موثر ترین رکن ہے لیکن نماز کی ادائیگی کے مذکورہ بالا فوائد و ثمرات ہمیں اس لیے حاصل نہیں ہوتے کہ ہم نماز باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ اس کے کلمات و اوراد کے معنی و مفہوم سے آشنا نہیں ہیں۔ نماز میں حضوری قلب سے بہرہ مند نہیں ہیں۔ اور نماز کے اہم مقصد سے آگاہ نہیں ہیں۔ درحقیقت آج ہماری نمازیں بے مقصد ہیں ایسے ہی جیسے کوئی پھول ہو بغیر خوشبو کے! قالب ہو بغیر روح کے۔



سوال 2: روزہ کے مقاصد اور فوائد (عملی زندگی پر اثرات) تفصیلاً بیان کریں۔

لغوی معنی:

روزہ اسلام کی ایک اہم عبادت ہے روزہ کیلئے عربی زبان میں ”صوم“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں رک جانا، باز آ جانا۔

اصطلاحی معنی:

شریعت کی اصطلاح میں روزہ سے مراد وہ روحانی اور باطنی عبادت ہے جو ہر عاقل و بالغ مسلمان پر رمضان کے مہینے میں فرض ہوتی ہے جس میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے بچنا لازم ہے۔

روزہ کی فرضیت:

قرآن مجید کے بیان کے مطابق روزہ وہ اہم عبادت ہے جو امت محمدیہ سمیت سابقہ امتوں پر بھی فرض رہا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم (البقرة 183)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے“

روزے کے مقاصد

(WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

1. حصول تقویٰ:

مذکورہ بالا آیت سے جہاں روزے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روزے کا مقصد جسمانی مشقت اور تکلیف برداشت کرنا نہیں بلکہ اس کی اصل

حکمت اور مقصد تقویٰ کا حصول ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لعلکم تتقون (البقرة 183)

”تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ“

تقویٰ کا مفہوم:

تقویٰ کا مفہوم پرہیزگاری ہے تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی اور نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔

2. ضبط نفس:

انسان کو نیکی کے راستے سے روکنے اور برائی کے راستے پر ڈالنے والی اہم چیز ”خواہش نفس“ ہے۔ خواہشات اگر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع رہیں تو انسان کی انفرادی اور اجتماعی خوبیوں کے فروغ کا سبب بنتی ہے لیکن جب یہ ہدایت ربانی کے تابع نہیں رہتی تو انسان کو حیوانی سطح سے بھی گرا دیتی ہیں۔ روزے کا اصل مقصد انسان کی خواہشات کو احکام الہی کے تابع کر کے اسے متقی بنانا ہے۔ جو شخص ہر سال ایک مہینہ تک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی بنیادی خواہشات پر قابو پانے کی مشق

کامیابی سے مکمل کر لے اسے ضبط نفس کی وہ قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ شیطان کی ہر ترغیب کا آسانی سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

3. نیکی کا ذوق پیدا کرنا:

جب ایک انسان رمضان کے پورے مہینے میں کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات پر قابو رکھتا ہے نیز دیگر اخلاقی برائیوں مثلاً جھوٹ، غیبت، حرام، ظلم و ستم، حقوق العباد کی تلفی وغیرہ سے اجتناب کرتے ہوئے اپنا اکثر وقت عبادات اور نیک کاموں مثلاً نماز، تلاوت، تراویح اور اعتکاف وغیرہ میں گزارتا ہے تو اس کی طبیعت میں نیکی کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور بدی سے نفرت ہو جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

پس جس کے نیک اعمال وزنی ہو گئے تو وہ عیش و عشرت کی زندگی میں ہوگا اور جس کے نیک اعمال (وزن میں) ہلکے ہو گئے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور تمہیں کیا معلوم کہ ہاویہ کیا ہے؟ ہاویہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے (سورۃ القارعة)

4. غرور و تکبر کا علاج کرنا:

غرور و تکبر برائیوں کی جڑ ہے اور تمام نیک اعمال کو ضائع کرنے والی چیز ہے روزہ خواہشات پر قابو کی تربیت کے ساتھ ساتھ انسان کی انانیت (خود پسندی) اور غرور و تکبر کا بھی موثر علاج ہے جب انسان بھوک اور پیاس کی شدت میں کھانے پینے کی اشیاء پاس ہوتے ہوئے بھی خود کو کھانے پر قاصر نہیں پاتا تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی بے چارگی کا احساس ہوتا ہے اور یوں اس میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ایمان والوں کی اس خوبی کو بیان فرمایا ہے:

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا (سورۃ الفرقان) اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

روزے کے انفرادی و اجتماعی فوائد و ثمرات اور عملی زندگی پر اثرات

1. سابقہ گناہوں کی مغفرت:

ایمان اور احتساب یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کے حصول سے رکھے گئے روزوں سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صام رمضان ايمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (الحديث)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

2. گناہوں سے حفاظت:

روزوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ انسان کو گناہوں سے بچانا بھی ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے کا حقیقی فائدہ تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب انسان دوران روزہ تمام گناہوں اور برے کاموں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے۔

من لم يدع قول الزور و العمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه و شرابه (بخاری)

اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ اور غلط کاریوں سے نہیں بچتا تو اس کا کھانا پینا چھوڑنے سے اللہ کو کوئی دلچسپی نہیں۔

3. گناہوں کی خلاف ڈھال:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”الصوم جنة مالم يخرقها“

روزہ (گناہوں کی خلاف ڈھال) ہے جب تک کے اس کو ختم نہ کیا جائے۔

اور دوسری حدیث میں جو کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اس میں ہے کہ ”روزہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے“

4. روزوں کا لامحدود اجر و ثواب:

روزوں کے اجر و ثواب کا اندازہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

”آدمی کے ہر عمل کا ثواب (اللہ تعالیٰ کے ہاں) دس گناہ سے سات سو گنا تک ہو جاتا ہے (لیکن روزے کی تو بات ہی کچھ اور ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ تو

خاص میرے لیے ہے اس کا ثواب میں اپنی مرضی سے جتنا (چاہوں گا) دوں گا“

”جو شخص اس (رمضان) میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا اس کے گناہوں کیلئے معافی ہے اور وہ خود کو جہنم کی آگ سے بچالے گا اور اسے روزے دار جتنا ہی ثواب ملے گا جبکہ اس روزہ دار کے اپنے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH) 5. روزے دار کیلئے دو عظیم خوشیاں:

حدیث میں ہے کہ ”روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت“

6. روزے دار کے منہ کی بو:

ارشاد نبوی ﷺ ہے ”قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک (ایک قیمتی خوشبو) سے زیادہ بہتر ہے“

7. جنت میں داخلہ:

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”باب الریان“ کہتے ہیں اس میں قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔

8. رزق میں اضافہ:

”یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے“

9. اخوت و بھائی چارہ:

ایک ہی وقت میں پوری امت مسلمہ کا ایک عبادت میں مصروف رہنا، باہمی محبت اور اخوت و بھائی چارے کے فروغ بنتا ہے نیز مسلمان رمضان کے مہینے میں صدقہ و خیرات سے اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی مدد بھی کرتے ہیں جس سے امیر و غریب کی طبقاتی کشمکش کا خاتمہ بھی ہوتا ہے اور یوں انسانوں میں جذبہ اخوت پروان چڑھتا ہے۔

”بے شک تمام ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں“ (القرآن)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH) 10. باہمی ہمدردی کا جذبہ:

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان کے مہینے کو (شہر مواسات) غمگساری کا مہینہ قرار دیا ہے۔ جب مسلمان مہینہ بھر بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے تو اسے دوسرے کی بھوک پیاس کا احساس ہوتا ہے اور دل میں ناداروں کیلئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے قرآن و حدیث میں غریب اور ناداروں کی مدد اور تعاون کو بڑے اجر و ثواب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور طاقت کے باوجود ایسا نہ کرنے والوں کی مذمت بیان کی ہے۔ ایک مقام پر متحقیں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

الذین ینفقون فی السراء والضراء (البقرة) ”وہ لوگ خوشحالی اور تنگ دستی دونوں میں خرچ کرتے ہیں“۔

11. قناعت و ایثار کی عادت:

قناعت سے مراد ہر حال میں صابر و شاکر رہنا اور ایثار کا مطلب کسی ضرورت کے وقت دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا، روزے کی بدولت یہ دونوں صفات انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں کیونکہ روزہ دار روزے کی حالت میں کم سے کم غذا پر اکتفا کرنے کی عادت بنا لیتا ہے۔

12. اتحاد امت کا ضامن:

ایک ہی وقت میں پوری ملت اسلامیہ کا ایک عبادت میں مصروف رہنا، ایک وقت میں سحری و افطاری، ایک ہی ساتھ روزے سے رہنا، ایک وقت میں نماز تراویح ادا کرنا، ایک وقت میں عید کرنا اور اس جیسے دیگر اعمال کی وجہ سے امت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت کی فضا قائم ہوتی ہے۔

”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں پھوٹ مت ڈالو“ (آل عمران 103)

13. نامساعد حالات کی تیاری:

اگر غور کیا جائے تو روزے میں بھوک اور پیاس برداشت کرنے کے ذریعے مسلمان کو نامساعد اور کٹھن حالات کا سامنا کرنے کی تیاری اور تربیت بھی دی جا رہی ہے کیونکہ انسان روزے میں بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے بہت سی جائز خواہشات کو پورا کرنے سے رکھتا ہے لہذا مسلمان جہاد، دعوت تبلیغ، تعلیم، سفر اور غریبی و تنگ دستی یا دیگر مشکل اور صبر آزمائیاں میں ثابت قدم رہتا ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

14. اخلاص

تمام عبادات و اعمال کی روح اخلاص ہے اور روزے سے انسان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے کیونکہ روزہ ایک روحانی اور باطنی عبادت ہے جو انسان کی نگاہ سے پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہے، یوں روزے دار روزہ کی حالت میں براہ راست پورے اخلاص سے اپنے فرض کو ادا کرتا ہے چنانچہ یہی عادت باقی اعمال میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔
فاعبدوا الله مخلصين له الدين (القرآن) ترجمہ: تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے۔

15. جسمانی صحت و تندرستی:

روزے سے جہاں دیگر بے شمار معاشرتی اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں اس سے طبی اور جسمانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جدید سائنس کے مطابق بھی دن کے بڑے حصے میں معدے کے خالی رہنے سے جسمانی فوائد کے ملنے کا ثبوت ملتا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”طافئور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے“۔

16. صبر و تحمل:

حدیث مبارک میں رمضان کو صبر و برداشت کا مہینہ قرار دیا گیا ہے اگر اس ایک مہینہ کو پورے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے صبر و استقلال سے گزارا جائے تو انسان میں صبر و برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔
”ارشاد نبوی ﷺ ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے“ (الحديث)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

17. قیام پاکستان:

یوں تو رمضان اور روزے تمام عالم اسلام کے خیر و برکت اور فوائد و ثمرات کا باعث ہیں لیکن مسلمانان پاکستان کیلئے اس کی خصوصی برکت اور اہم فائدہ یہ بھی ظاہر ہوا تھا کہ اسی ماہ مبارک کی ستائیسویں شب میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم نعمت، مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی صورت میں عطا فرمائی تھی اس اعتبار سے رمضان المبارک، تشکیل پاکستان کی سالگرہ اور خدا سے کیے ہوئے ہمارے عہد کی تجدید کا موقع بھی ہے۔

18. بے اثر روزے:

بے اثر روزوں سے مراد ایسے روزے ہیں کہ جو ان کے اصل مقصد تقویٰ اور ضبط نفس سے بے خبر ہو کر اور اس کی اہم شرائط ایمان اور احتساب سے غافل ہو کر گزاریں جائیں اور روزوں کو نمائشی بنا دیا جائے۔ روزوں کے مذکورہ بالا فوائد و ثمرات اس وقت ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب ان کا اصلی مقصد اور حکمت سمجھ کر پورے ادب و احترام سے ان کا حق ادا کیا جائے۔

19. حاصل کلام:

بہر کیف! روزہ اور رمضان اللہ تعالیٰ کی وہ خاص نعمت اور احسان ہے جو اپنے دامن میں تقویٰ، ضبط نفس، گناہوں سے حفاظت، عاجزی و انکساری، اخلاص و توکل، قناعت و ایثار، باہمی اتحاد و یگانگت باہمی ہمدردی، جنت کا حصول اور بہت سے رحمتوں اور برکتوں کے سمیٹے ہوئے ہے۔

سوال 3: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی بنیادی حیثیت پر تفصیلی روشنی ڈالے۔

لغوی معنی:

زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں پاک کرنا، نشوونما پانا، بڑھنا، زیادہ ہونا۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

زکوٰۃ کا اصطلاحی معنی:

زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے جو ہر عاقل، بالغ، صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر سال میں ایک مرتبہ مقررہ نصاب (سونا، چاندی، رقم، مالت تجارت) پر مخصوص شرح (2.5%) سے ادا کرنا فرض ہوتی ہے۔

﴿اسلامی معاشی نظام اور زکوٰۃ کی بنیادی حیثیت﴾

انسانی معاشرے کی تشکیل اور تعمیر میں نظام معیشت بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ نظام معیشت دنیاوی تقاضوں کی ضرورت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نظام معاشرت کی طرح معیشت کے بھی بہترین ضابطے عطا فرمائے ہیں اگر ان ضابطوں پر عمل کیا جائے تو معاشی عدل قائم رہتا ہے اور ان کو ترک کر دینے سے نا انصافی جنم لیتی ہے جو متعدد خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

1۔ زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ ہر عاقل و بالغ صاحب نصاب مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتی ہے اور رائج بات کے مطابق اسلام کے شروع ہی میں مکہ مکرمہ میں فرض ہو چکی تھی جیسا کہ امام ابن کثیرؒ نے سورۃ مزمل کی تفسیر میں لکھا ہے پھر نصاب کی تعیین اور زکوٰۃ کی مقدار کا بیان ہجرت مدینہ منورہ کے بعد ہوا اور بالآخر زکوٰۃ و صدقات کی وصولی کا حکومتی نظام فتح مکہ مکرمہ کے بعد عمل میں آیا (معارف القرآن جلد 4 صفحہ 394)

اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ و اقروضوا اللہ قرضا حسنا (المزمل)

پس تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو اچھی طریقے سے قرض دو (یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرو)

2. اہم ترین مالی عبادت:

زکوٰۃ اہم ترین مالی عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ کچھ اس سے بھی ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں 32 مقامات پر ادائیگی نماز کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے نماز اگر بدنی عبادت ہے تو زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ چند آیات درج ذیل ہیں۔

واقیموا الصلاۃ و اتوا الزکوٰۃ و ارکعوا مع الراکعین (البقرہ ۴۳) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

”پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ (الحج)“ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو“ (النور)

3. زکوٰۃ مال اور روح کی پاکیزگی کا ذریعہ:

جو انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اللہ کے حکم کے مطابق نہ صرف اپنے مال کو پاک کر لیتا ہے بلکہ اس کے ذریعے اپنے دل کو بھی دولت کی ہوس سے پاک کرتا ہے اور دولت کے مقابلے میں اس خدا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے جس کے حکم پر وہ دولت کو قربان کر رہا ہے اس طرح ادائیگی زکوٰۃ سے انسان کا دل دنیا کی ناجائز محبت سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتا ہے اور اس کا مال بھی نقصان، بے برکتی اور ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے قرآن مجید میں اسی بات کو بیان کیا گیا ہے:

”ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کرو تا کہ اس کی وجہ سے ان کو پاک کرو اور ان کو بابرکت بناؤ“۔ (التوبہ 103)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

4. حاجت مندوں کا حق:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے کسی کو امیر اور کسی کو غریب بنایا ہے اور ساتھ ساتھ یہ اصول بھی بنایا ہے کہ امیروں کے مال و دولت میں غریبوں کا بھی حصہ ہے جو ان کو دینا لازم ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ دے کر کسی پر احسان نہیں کرتا بلکہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

وفی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم (المعارف ج 24، 25)

”اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور محروم افراد کیلئے مخصوص حق ہے“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

5. فلاح یافتہ لوگوں کی نشانی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فلاح پانے والوں کی نشانیاں ان کے اعمال کے ذریعے بیان فرمائی ہیں ان میں ایک نشانی زکوٰۃ ادا کرنا ہے:

والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون (المومنون 4) ”اور وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں“۔

6. گناہوں کی معافی کا سبب:

ادائیگی زکوٰۃ گناہوں کی معافی کا ذریعہ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر گناہوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے مثلاً یہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعفہ لکم و یغفر لکم (سورۃ التباہن 18)

”اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو تو وہ اس کو تمہارے لیے دگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

7. رزق و معیشت میں اضافہ و ترقی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد کے مطابق معاشی معاملات دین کا اہم حصہ ہیں جب انسان دولت جیسی نعمت اللہ تعالیٰ کے حکم پر خرچ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے ایشار کی قدر کرتے ہوئے اس خرچ شدہ مال کو اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ بندے کا یہ قرض وہ کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا چنانچہ اس طرح رزق اور معیشت میں اضافہ اور ترقی یقینی ہو جاتی ہے ارشاد بانی ہے۔

(بضاعفہ لکم) ”اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو تو وہ اس کو تمہارے لیے دگنا کر دے گا۔ (التغابن 17)

8. ادائیگی زکوٰۃ اور دخول جنت:

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے والوں اور دیگر نیک کام کرنے والوں کیلئے اعلان فرمایا ہے:

”تم سے تمہاری برائیاں مٹادی جائیں گی اور تم کو ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی“ (المائدہ 12)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

9. زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اسلامی نظام معیشت کا اہم ترین حصہ ہے لہذا اس حکم سے انحراف اتنا ہی بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی سخت ترین سزا سنائی گئی ہے۔

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم (سورة التوبة 34)

”اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ڈھ کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے سوان کو دردناک عذاب کی بشارت سناؤ“

زکوٰۃ کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

1. اسلام کا خزانہ:

زکوٰۃ اسلام کا وہ خزانہ ہے جو اسلامی سلطنت کے مستحق افراد پر خرچ کیا جاتا ہے۔ حدیث ہے

”الزکوٰۃ قنطرة الاسلام“ زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے۔

2. قرض کی ادائیگی:

”جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تم نے اپنا فرض ادا کر دیا“ (الحديث)

3. معاشی بے راہ روی سے نجات:

ادائیگی زکوٰۃ انسان کو یہ بھی یاد دلاتی ہے کہ جو دولت وہ کماتا ہے درحقیقت میں اس کی ملکیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے یہ احساس اسے معاشی بے راہ روی سے بچاتا اور اس کے تمام اعمال کو احکام الہی کے تابع کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

”روز قیامت اس وقت تک میدان حشر سے ابن آدم کے قدم نہ اٹھنے پائیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہیں دے گا ان میں سے دو باتیں یہ ہوں گی کہ دولت کیسے کمائی اور کہاں خرچ کی؟

4. مال و دولت کی تباہی:

”جس مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے اور وہ اسی مال میں ملی جلی رہے تو وہ اس مال کو تباہ کر دیتی ہے“ (الحديث)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

5. آگ کے نگن:

آپ ﷺ نے دو عورتوں کے بازوؤں میں سونے کے نگن دیکھ کر فرمایا کہ ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے نگن پہنائے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

6. خطرناک سانپ کا مسلط ہونا:

”جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال اس کیلئے سانپ بن جائے گا جس پر دوداغ ہو گئے وہ قیامت کے روز اس کا طوق بن جائے گا پھر اس کے منہ میں اپنے دانت گاڑ کر کہے گا (انا کنزک وانا مالک) میں تیرا خزانہ ہوں اور میں تیرا مال ہوں“

7. اہمیت زکوٰۃ اور سیدنا ابوبکر صدیق:

اسی لیے ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں کیخلاف جہاد فرمایا جنہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ آپؓ نے اس سلسلہ میں فرمایا۔

”جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے میں ان کیخلاف جہاد کروں گا حتیٰ کہ اگر لوگ زکوٰۃ میں سے اونٹ باندھنے کیلئے رسی بھی کم دیں گے تو ان کیخلاف بھی جہاد ہوگا“۔

سوال A3: زکوٰۃ کے فوائد اور مصارف تحریر کریں۔

لغوی معنی و مفہوم:

زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے پاک کرنا، نشوونما پانا۔

زکوٰۃ کا اصطلاحی معنی:

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے جو ہر عاقل، بالغ، صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر سال میں ایک مرتبہ مقررہ نصاب (سونا، چاندی، رقم، مالت تجارت) پر مخصوص شرح (2.5%) سے ادا کرنا فرض ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے معاشی فوائد

1. سودی نظام کا خاتمہ:

چونکہ سودی نظام معیشت میں محنت کے مقابلے میں سرمایہ کی افادیت کہیں زیادہ ہے اس لیے محنت کش اور کارکن طبقہ مسلسل غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور سرمایہ دار مختلف طریقوں سے اس کی دولت ہتھیاتا چلا جاتا ہے اس سے معاشی نظام مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے زکوٰۃ اس صورت حال کا بہترین حل ہے اس نظام کے ذریعے دولت کا ایک دھارا امیر طبقے سے غریب طبقے کی جانب بھی مڑ جاتا ہے جس سے غریب کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے قرآن مجید اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات (زکوٰۃ وغیرہ) کو بڑھاتا ہے“

یَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيَرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرة)

2. معاشی اور تجارتی ترقی:

ادائیگی زکوٰۃ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کیلئے صاحب زکوٰۃ اپنے مال کو کسی نفع بخش کاروبار میں لگانے کی فکر کرتا ہے تاکہ اس کا مال بڑھتا رہے اور غریب بھی زکوٰۃ کا مال ملنے پر حسب طاقت کوئی کاروبار کر لیتا ہے جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

3. گردش دولت:

”گردش دولت“ کسی بھی کامیاب معاشی نظام کیلئے نہایت اہم ہوتی ہے۔ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے دولت اپنی فطرتی اور قدرتی گردش میں رہتی ہے اور چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہیں رہتی۔ ارشاد بانی ہے۔

”تاکہ دولت تم میں سے صرف مالداروں کے پاس ہی سمٹ کر نہ رہ جائے“

كَي لَا يَكُونَ دَوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ (الحشر 7)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

4. اقتصادی توازن:

نظام زکوٰۃ اس لحاظ سے بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی وجہ سے معاشرے میں ”اقتصادی توازن“ برقرار رہتا ہے اور جس کی وجہ سے امیر، امیر سے امیر ترین اور غریب، غریب سے غریب ترین نہیں ہوتا۔ اگر معاشرے میں اقتصادی توازن قائم نہ رہے تو اس کے خوفناک اثرات و نتائج رفتہ رفتہ پورے معاشرے اور معاشی نظام کو موت کی نیند سلا سکتے ہیں کیونکہ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی بنا پر لوگوں میں ذخیرہ اندوزی کا رجحان ختم ہوتا ہے اسی طرح جو لوگ بڑی بڑی مقدار میں سونا و چاندی جمع کر کے رکھ لیتے ہیں انہیں اس کی زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے چنانچہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے امیر اور غریب طبقوں میں غیر فطرتی فرق اور تفاوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقوا فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم (سورة التوبة 34)
 ”اور جو لوگ سونا چاندی کا ڈھ کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے سوان کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دو“

5. بے روزگاری کا موثر علاج: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

زکوٰۃ کے مال کو استعمال کر کے ایک غریب شخص مناسب روزگار اختیار کر سکتا ہے اس طرح لا تعداد بیروزگار، برسر روزگار آسکتے ہیں اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور کم از کم مستحق اور بے روزگار افراد کیلئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ کوئی معمولی کاروبار شروع کر سکیں۔

☆ امام غزالی فرماتے ہیں: ایسے حالات میں حکومت کو چاہیے کہ ریاست کے خزانے سے مال دے کر ان کے حالات بہتر بنائے۔

☆ علامہ ابن حزم کہتے ہیں: بے روزگاروں کو اتنا مال دیا جائے کہ معقول غذا، گرمی و سردی سے بچنے کا لباس اور بارش دھوپ سے بچنے کیلئے مکان میسر آ سکے

6. غربت و افلاس کا خاتمہ:

بے روزگاری سے ہی غربت و افلاس میں اضافہ ہوتا ہے اور غربت و افلاس کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”غربت و افلاس انسان کو کفر تک پہنچا دینے والی چیز ہے“

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے دور میں جب زکوٰۃ کا نظام منظم کیا گیا تو زکوٰۃ کا مستحق کوئی شخص نہیں ملتا تھا۔

7. کساد بازاری کا خاتمہ:

اگر دولت صرف امیروں کے پاس محدود ہو کر رہ جائے تو عام لوگوں کی قوت خرید بہت کم ہو جائے جس کے باعث کساد بازاری پیدا ہو جائے گی اور لوگوں کے کاروبار کو نقصان پہنچے گا زکوٰۃ کی وجہ سے غرباء کو بھی دولت میسر آ جاتی ہے اور وہ بھی اپنی قوت خرید کو بڑھا سکتے ہیں اس طرح زکوٰۃ کساد بازاری کا خاتمہ کرتی ہے۔

8. گداگری سے نجات:

گداگری اور پیشہ وارانہ دست سوال دراز کرنا ہمارے معاشرے کا وہ خطرناک اثر دھا ہے جو بے شمار حقیقی غریبوں اور محتاجوں کا حق ہڑپ کرتا چلا جا رہا ہے اگر اسلامی ممالک نظام زکوٰۃ کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ رائج کر دیں تو ہمارا معاشرہ اس ناسور سے مکمل طور پر پاک ہو سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے

”الید علیا خیر مین الید السفلی“ اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔

9. قرضوں سے نجات: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

عصر حاضر میں بہت سے اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کبھی نہ ختم ہونے والے اور ہمیشہ کیلئے دوسروں کا محتاج بنانے والے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قرضوں تلے دبے ہوئے ہیں۔ نظام زکوٰۃ اس دگرگوں حالت کو بہتری کی طرف لانے کا اہم اور موثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ زکوٰۃ کے مال کے ذریعے اسلامی حکومت کا خزانہ بڑھے گا اور زکوٰۃ کا مال ملک کے تنگ دست اور مستحق مقروض افراد کے قرض کی ادائیگی اور دیگر کاموں میں خرچ کیا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی کا مفہوم ہے: جو لوگ مقروض وفات پا جائیں اور ان کا قرض ادا کرنے والا کوئی نہ ہو تو ان کے قرضے اسلامی ریاست کے خزانے سے ادا کیے جائیں۔

10. بھاری ٹیکسوں سے نجات:

چونکہ زکوٰۃ کی شرح صرف اڑھائی (2.5%) ہے لہذا صاحب مال یہ رقم دیگر قسم کے بھاری ٹیکسوں کے مقابلے میں خوش دلی اور دیانت داری سے ادا کرتا ہے اور اپنا سرمایہ پوری آزادی سے کاروبار میں لگاتا ہے جب کہ بھاری ٹیکسوں کی ادائیگی کے خوف سے سرمایہ چھپانے کا رجحان بڑھتا ہے جس سے ملکی معیشت کمزور ہو جاتی ہے لہذا زکوٰۃ کی وجہ سے ملکی معیشت پروان چڑھتی ہے اور بھاری اور ناجائز ٹیکسوں سے نجات بھی ملتی ہے۔

معاشرتی فوائد

1. دنیا کے لالچ اور دولت کے نقصانات سے نجات:

معاشرے میں دولت کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو انسانی جسم میں خون کی اگر یہ سارا خون دل (یعنی مالدار طبقے) میں جمع ہو جائے تو پورے اعضائے جسم (یعنی عوام) کو مفلوج کر دینے کے ساتھ ساتھ خود دل کیلئے بھی مضر ثابت ہوگا اگر ایک طرف مفلس طبقہ، ناداری کے مصائب سے دوچار ہوگا تو دوسری طرف صاحب ثروت طبقہ دولت کی فراوانی سے پیدا ہونے والی اخلاقی امراض (مثلاً عیاشی، آرام کوئی اور فکر آخرت سے غفلت شعاری) کا شکار ہو جائے گا چنانچہ ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعے دولت کی ناجائز محبت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اس کے جائز استعمال سے دیگر نقصانات سے بھی حفاظت ہوتی ہے۔

حب الدنيا راس كل خطيئة (الحديث) ترجمہ: دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

2. طبقاتی کشمکش کا خاتمہ: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اگر مالدار شخص دولت کو ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا اور غریب طبقہ بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہونے کی حالت میں مالداروں کو عیاشی والی زندگی گزارتے دیکھے گا تو ایسی صورت میں ان دونوں طبقوں میں حسد اور حقارت کے علاوہ کوئی اور رشتہ باقی نہیں رہے گا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ کشیدگی بڑھتی جائے گی اور کسی نہ کسی بہانے ضرور رنگ لاکے رہے گی۔ چنانچہ زکوٰۃ ان مسائل کا بہترین حل ہے کیونکہ اس کے ذریعے دل سے دنیا کی ناجائز محبت ختم ہوگی، دولت اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے اس نقصانات سے حفاظت ہوگی اور اس طرح امیر و غریب کے درمیان کشیدگی کا خاتمہ ہوگا۔

3. محنت کا شوق:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں مخصوص کمی واقعہ ہوتی رہتی ہے لہذا صاحب مال اس مال کو جائز طریقے سے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کا مال کم نہ ہو اس طرح انسان میں محنت کا شوق اور لگن پیدا ہوتی ہے جبکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں انسان آرام کوئی، سستی اور تساہل پسندی کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں بے شمار معاشرتی و معاشی مسائل جنم لیتے ہیں۔

ليس للانسان الا ماسعى (القرآن) ترجمہ: انسان کیلئے وہی کچھ ہے جس کیلئے اس نے محنت کی ہوگی۔

4. قربانی و ایثار کا جذبہ:

زکوٰۃ دینے سے معاشرے میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب انسان اپنی محنت کی کمائی کسی دوسرے کو بغیر کسی عوض اور بدلے کے دے دیتا ہے تو اس طرح اس کی اخلاقی تربیت و اصلاح ہو جاتی ہے اور ایثار و قربانی کا سبق سیکھ لیتا ہے۔ قرآن مجید نے ایسے ہی جذبہ ایثار سے معمور لوگوں کی تعریف کی ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر 9) ”اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان پر فاقہ ہو“

5. باہمی محبت و یگانگت اور معاشرتی تعلق میں بہتری:

جب ایک مالدار شخص کسی مستحق شخص کو زکوٰۃ کا مال دیتا ہے تو اس سے فرض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان دونوں کا معاشرتی تعلق بہتر ہوتا ہے اسی طرح جب حکومت مستحق عوام میں زکوٰۃ کا مال تقسیم کرتی ہے اس طرح حکومت اور رعایا کے تعلقات میں بہتری آتی ہے اور یوں معاشرہ امن و سکون اور یگانگت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

”تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں“ (سورۃ الحجرات) ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ایک جسم کی طرح“ (الحديث)

6. جرائم کی روک تھام: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

زکوٰۃ کی ادائیگی معاشرتی اور سماجی جرائم کی روک تھام میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے۔ جب غربت اور فقر و فاقہ سے بد حال طبقہ کو زکوٰۃ کی شکل میں مالی سہارا ملتا رہے گا تو وہ حرام ذرائع مثلاً چوری، ڈکیتی، ناحق مال کھانے، جھوٹ اور دھوکہ دہی جیسی بے شمار برائیوں سے بچ جائے گا۔

7. فلاحی مملکت کا قیام:

ریاست و مملکت کو خوشحال اور ترقی یافتہ بنانا بھی اسلام کی اہم تعلیمات میں شامل ہے علامہ ماوردی نے اپنی کتاب ”ادب الدین والدنیا“ میں حدیث نقل کی ہے جس سے اس کا ثبوت ملتا ہے جس میں مذکور ہے کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

☆ ان (اہل نعم) کو برا نہ کہو کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کے ملکوں کو آباد اور خوشحال بنایا تو ان میں اللہ کے بندوں نے زندگی گزاری،

☆ نیا پھل حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو فرماتے ”اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما ہمارے شہر میں اور ہمارے صاع میں برکت عطا فرما“

8. نظام زکوٰۃ کا قیام اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری:

زکوٰۃ کی اسلامی نظام معیشت میں اس اہمیت کی پیش نظر مدینے کی پہلی اسلامی ریاست قائم ہونے کے فوراً بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ ہدایت دی گئی

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكیهم بها (سورة التوبة 103)

”ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کریں تو اس کی وجہ سے ان کو پاک کرے اور بابرکت بنادے۔“

زکوٰۃ کے مجموعی نظام سے ملک و ریاست کی ترقی و خوشحالی یقینی ہو جاتی ہے۔

﴿پاکستان میں نظام زکوٰۃ موثر بنانے کیلئے چند تجاویز﴾

معاشی نظام میں زکوٰۃ کی مذکورہ بالا اہمیت کے پیش نظر اور اس کے فوائد و ثمرات کو حاصل کرنے کیلئے چند ضروری تجاویز حسب ذیل ہیں:

☆ زکوٰۃ کی اہمیت کا شعور پیدا کیا جائے ☆ دیانت دار اور قابل عملہ کو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کیا جائے ☆ زکوٰۃ کی وصولی کو بہتر بنایا جائے ☆ مستحق لوگوں کی جانچ پڑتال کی جائے ☆ مال زکوٰۃ کا پوری دیانتداری سے استعمال کیا جائے ☆ نظام زکوٰۃ کو سیاست سے پاک رکھا جائے ☆ ہر صاحب نصاب مسلمان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم قرار دی جائے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

﴿مصارف زکوٰۃ﴾

مفہوم:

شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ جن لوگوں کو دی جاتی ہے انہیں مصارف زکوٰۃ کہا جاتا ہے مصارف، مصرف کی جمع ہے جس کے معنی خرچ کرنے کی جگہ کے ہیں اس کیلئے مدار اور اس کی جمع ”مدات“ کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ سورة التوبة کی آیت مبارکہ 60 کے مطابق مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں۔

”بے شک زکوٰۃ تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور (محکمہ زکوٰۃ کے) عملے کیلئے اور ان کیلئے جن کی دلجوئی منظور ہے اور غلاموں کو چھڑانے کیلئے اور قرضداروں کے قرضہ ادا کرنے کیلئے اور راہ خدا میں (نکلنے والوں کیلئے) اور مسافروں کی امداد کیلئے ہے یہ سب اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ بڑا علیم و بڑا حکمت والا ہے“

اس آیت مبارکہ میں حسب ذیل آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں

فقراء:

فقراء فقیر کی جمع ہے۔ وہ افراد جن کے پاس کچھ بھی موجود نہ ہو حتیٰ کہ ایک دن کی بنیادی ضروریات بھی موجود نہ ہوں۔

مساکین:

وہ افراد جن کے پاس کچھ سامان تو موجود ہو لیکن زکوٰۃ کے مال سے کم ہو۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

عالمین:

تیسرا مصرف عالمین ہیں اور عالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے اور اسے تقسیم کرنے کی ذمہ داری میں مصروف رہتے ہیں چونکہ یہ لوگ اپنی مصروفیات چھوڑ کر اپنی صلاحیتیں اور اپنا وقت اس کام میں خرچ کرتے ہیں اس لیے ان کا معاوضہ (تنخواہیں) مال زکوٰۃ سے ادا کی جائیں گی۔

مؤلفۃ القلوب:

مصارف زکوٰۃ میں سے چوتھا مصرف ”مؤلفۃ القلوب“ ہیں یعنی وہ لوگ جن کی دلجوئی یا خاطر مدارت مطلوب تھی۔ نو مسلم (نئے نئے اسلام لانے والے) کہ ان کی مدد کی نیت سے انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

رقاب:

لفظ رقاب رقبہ کی جمع ہے جس کے معنی گردن کے ہیں اس سے مراد غلام ہیں یعنی غلاموں کی آزادی کیلئے زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا۔

غارمین:

لفظ ”غارمین“ غارم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مقروض۔ اس آیت میں غارمین سے مراد وہ مقروض شخص ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکے چنانچہ مال زکوٰۃ سے ایسے شخص کا قرض ادا کرنا جائز ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

فی سبیل اللہ:

فقہائے امت کے بیان کے مطابق اس سے مراد خاص طور پر جہاد کرنے والے ہیں جبکہ ان کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے وہ مجاہد اسلحہ وغیرہ خرید سکے۔ اسی طرح علماء نے دین کی دعوت و تبلیغ حصول علم وغیرہ کے کاموں کیلئے بھی جانے والوں کیلئے زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے کو جائز کہا ہے جیسا کہ دینی مدارس۔

ابن السبیل:

ابن سبیل کی لغوی معنی ”راستے کا بیٹا“ کے ہیں اس آیت میں ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جو شرعی طور پر مسافر کہلا سکتا ہے ایسے مسافر کو زکوٰۃ کا مال دینا اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے پاس سفر کی حالت میں نصاب زکوٰۃ کے برابر مال موجود نہ ہو اور وہ کسی جائز طریقے سے مال حاصل بھی نہ کر سکتا ہو تو ایسے ضرورت مند مسافر کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ اس کے پاس گھر میں نصاب کے برابر رقم یا مال موجود ہو۔

حاصل کلام:

بہر کیف! زکوٰۃ کا نظام اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ ہے زکوٰۃ کے جملہ فوائد و ثمرات تب ہی ظاہر ہو سکتے ہیں جب ہر صاحب مال اللہ جل شانہ کی خوشنودی کو اپنا لائحہ عمل بنائے اور اسلام کے فیض رسانی اور نفع بخشی کے جذبہ کو ملحوظ خاطر رکھے اور ہر مستحق زکوٰۃ کو اس کا حق پوری دیانتداری اور اخلاص سے ادا کرے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

وفي اموالهم حق معلوم المسائل والمحروم (سورة اعمار ج 25، 24)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور مستحق شخص کیلئے مقرر حصہ ہے۔

نصاب زکوٰۃ

1. زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس ایک خاص مقدار میں سونا، چاندی، روپیہ اور سامان تجارت ہو۔ ایسے لوگوں کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔

2. مال کی اس خاص مقدار کو جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے نصاب زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

3. مختلف اشیاء کا نصاب درج ذیل ہے:

۱۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے۔

۲۔ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے۔

۳۔ روپیہ، پیسہ سونے یا چاندی میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر ہو۔

۴۔ سامان تجارت، سونے یا چاندی میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر ہو۔

۵۔ اونٹ جب تعداد پانچ ہو جائے۔

۶۔ گائے جب انکی تعداد تیس ہو جائے۔

۷۔ بکریاں جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے۔

4۔ زکوٰۃ صرف مسلمانوں سے ہی لی جاتی ہے اور مسلمانوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

مسائل زکوٰۃ

۱۔ زکوٰۃ میں اسلامی یعنی قمری سال کا اعتبار ہے۔

۲۔ زکوٰۃ سال مکمل ہونے کے بعد فرض ہوتی ہے۔

۳۔ وہ عزیز و اقارب جن کی کفالت شرعاً فرض ہے جیسے والدین، اولاد اور بیوی وغیرہ انہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ ہنگامی حالات میں ایک بستی کی زکوٰۃ دوسری بستی میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔

۵۔ زکوٰۃ کی رقم سے ضرورت کی اشیاء بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۶۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے پہلے زکوٰۃ لینے والے کے مستحق ہونے کا ممکن حد تک اطمینان کر لینا چاہئے۔

۷۔ زکوٰۃ ادا کرتے زکوٰۃ کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔
۸۔ مستحق زکوٰۃ کو بتانا بھی ضروری نہیں کہ یہ پیسہ یا مال زکوٰۃ کا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال 4: حج کا فلسفہ کیا ہے؟ نیز اس کے انفرادی اور اجتماعی فوائد بیان کیجئے۔

حج کا لغوی معنی و مفہوم:

حج عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ارادہ کرنا اور زیادت کرنا کے ہیں۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

حج کا اصطلاحی معنی:

ذوالحجہ کے مقررہ ایام کے دوران مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی زیارت کرنا اور مناسک کی ادائیگی کرنا حج کہلاتا ہے جو زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں۔
۱۔ حج افراد۔ جس میں صرف حج کیا جائے اور عمر نہ کیا جائے۔

۲۔ حج تمتع۔ جس میں حج اور عمرہ الگ الگ احرام سے کیے جائیں۔
۳۔ حج قرآن۔ جس میں حج اور عمرہ حج کے مہینوں میں ایک ہی احرام سے ادا کیے جائیں

فرضیت:

حج سن ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے سن ۱۰ ہجری میں حج کیا۔ ارکان اسلام میں حج کی اہمیت کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین (آل عمران)

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر کی طرف چلنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جو نہ مانے تو پھر اللہ جہاں والوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

جامع عبادت:

حج ایک ایسی جامع ترین عبادت ہے کہ جو مالی اور بدنی دونوں طرح کی عبادات کا مجموعہ ہے اور اس میں باقی تمام عبادات کی روح شامل ہے۔

☆ حج کیلئے روانگی سے واپسی تک دوران سفر نماز کے ذریعے قرب خداوندی میسر آتا ہے۔

☆ حج کیلئے مال خرچ کرنا زکوٰۃ سے مشابہت رکھتا ہے۔

☆ نفسانی خواہشات اور اخلاقی برائیوں سے پرہیز اپنے اندر روزے کی سی کیفیت رکھتا ہے۔

☆ گھر سے دوری اور سفر کی صعوبت میں جہاد کا رنگ ہے۔ یہی وجہ کہ حضور ﷺ نے حج کو ”افضل جہاد“ قرار دیا ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ

آپ ﷺ نے فرمایا سب سے افضل جہاد حج مبرور (مقبول) ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اسی ارشاد گرامی کے پیش نظر حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے ”حج کا سامان تیار

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

رکھو کہ یہ بھی ایک طرح کا جہاد ہے“

حج کا فلسفہ

حج کے فلسفہ سے مراد حج فرض ہونے کی حکمت اور مقصد ہے جو حج کے طریقہ کار اور شرائط و آداب سے واضح ہوتا ہے۔

☆ اگر حج کے مناسک پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر مرحلہ اپنے اندر اخلاقی اور روحانی تربیت کا ایک سامان رکھتا ہے۔ جب ایک شخص اپنے عزیز واقارب کو

چھوڑ کر اور دنیاوی دلچسپیوں سے منہ موڑ کر دو آن سلی چادریں اوڑھ کر لبیک اللہم لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتا ہے تو

اس کا یہ سفر ایک طرح سے سفر آخرت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

☆ طواف کے دوران جب وہ بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے تو اس کی روح اس خیال سے وجد میں آ جاتی ہے کہ جس گھر کی زیارت کی تمنا تھی وہ آج نظر کے

سامنے ہے۔ اللہ سے لو لگائے رکھنے کی یہ کیفیت حاجی کے کام آتی ہے۔

☆ سعی کے دوران جب وہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگاتا ہے تو گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تیرے قرب سے حاصل ہونے والی اس قوت

ایمانی کو میں ہاجرہ کی طرح تیرے دین کی سر بلندی کے لیے وقف کر دوں گا اور عمر بھر محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا۔ دل کی یہی تمنا دعا بن کر اس طرح لبوں تک آتی ہے۔
(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

ترجمہ: اے میرے اللہ! مجھے اپنے نبی کے طریقے پر کار بند رکھ اور اس پر عمل کرتے ہوئے مجھے اپنے پاس بلا لے اور نفسانی لغزشوں سے مجھے محفوظ فرما دے۔
☆ میدان عرفات کے قیام کے دوران اسے وہ بشارت یاد آتی ہے جس میں اللہ نے دین اسلام کی صورت میں مسلمانوں پر اپنی نعمت کی تکمیل کا ذکر فرمایا۔ اسے نبی اکرم ﷺ کے مبارک خطبے کی بے مثال ہدایات یاد آتی ہیں۔ اسے یہ حکم یاد آتا ہے کہ میرے بعد گمراہی سے بچنے کے لیے قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔
☆ میدان عرفات سے واپسی پر میدان مزدلفہ کے قیام کے دوران عبادات میں اخلاص کی جستجو پیدا ہوتی ہے۔
☆ منیٰ میں قیام کے دوران قربانی کے وقت ابراہیم علیہ السلام کی بے نظیر قربانیاں یاد آتی ہیں۔ وہ سوچتا ہے جملہ قربانیوں کے مقابلے میں نفس کی چھوٹی موٹی خواہشات کی قربانی کی حیثیت ہی کیا ہے؟ میرا تو جینا مرنا ہی اللہ کے لیے ہے۔
☆ رمی جمرات کے دوران وہ اس عزم کے ساتھ اپنے ازلی دشمن شیطان کو کنکریاں مارتا ہے کہ آئندہ اگر یہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا تو اسے پہچاننے میں غلطی نہیں کروں گا۔
☆ میدان منیٰ میں دعا و توبہ کے ذریعے گناہوں کی بخشش حاصل کرتا ہے۔
☆ سرمنڈا کر حاجی اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنے ظاہر اور باطن کو محمد ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لے گا۔

حج کے انفرادی فوائد و ثمرات

قرب خداوندی اور محبت الہی کا حصول:

حج کی بدولت انسان کو اپنے رب کا قرب اور محبت نصیب ہوتی ہے حج چونکہ مالی اور بدنی عبادت ہے جو کہ کسی حد تک مال خرچ کیے بغیر اور بدنی مشقت برداشت کیے بغیر ادا کرنا ممکن نہیں لہذا اس طرح انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

والذین آمنوا اشد حبا لله (البقرة 165) ترجمہ: ”اور ایمان والے تو سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔“

گناہوں کی مغفرت اور جنت کا حصول: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

ادائیگی حج کا سب سے بڑا فائدہ گناہوں کی بخشش ہے۔ حدیث میں اس بشارت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔
”مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے“ (الحديث)

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (بخاری)

”جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور دوران حج فسق (گناہوں) سے بچتا رہا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو کر لوٹتا ہے گویا وہ ابھی پیدا ہوا ہے (بخاری)
ضبط نفس اور حصول تقویٰ:

حج کے دوران انسان کو ہر طرح سے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے احرام کی پابندیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے تمام انسانوں کے مزاج اور حقوق کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اعمال سرانجام دینے پڑتے ہیں اس طرح حاجی کو ضبط نفس اور تقویٰ کی دولت حاصل ہو جاتی ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے نیز قربانی کے ذریعے خواہشات نفس کی قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے۔

فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (سورة البقرة) ”حج میں فسق و فجور اور لڑائی جھگڑا نہیں۔“

احساس بندگی:

فریضہ حج انسان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی پیدا کرتا ہے اور انسان میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کا احساس پیدا کرتا ہے۔

ولله على الناس حج البيت من استطاع سبيلا (آل عمران) ترجمہ: اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتا ہو

حج کے اجتماعی اور معاشرتی فوائد و ثمرات

اصلاح معاشرہ:

حج کے موقع پر دنیا کے مختلف علاقوں سے آنے والے افراد حج کی برکت سے پاک صاف ہو جاتے ہیں یہ لوگ اپنے ساتھ ایمان اور تقویٰ کی پاکیزگی کی جو دولت لیکر لوٹتے ہیں وہ ان کے ماحول کی اصلاح کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اجتماعی نظم و ضبط:

فریضہ حج چونکہ خاص اوقات اور خاص جگہوں میں ادا کیا جاتا جن کی پابندی تمام حج کرنے والوں پر فرض ہوتی ہے اسی طرح طواف، وقوف، رمی سعی اور دیگر ضروریات زندگی پورا کرنے میں دیگر انسانوں کا خیال رکھنے اور تمام آداب کا خیال رکھنے سے حج کرنے والوں میں اجتماعی نظم و ضبط کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اطاعت امیر:

میدان عرفان میں ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے اور اس کا خطبہ سننے اور امیر حج کی پیروی کرنے سے امت میں اطاعت امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

معاشرتی روابط میں ترقی:

حج کی بدولت معاشرتی روابط میں بہتری آتی ہے کیونکہ حج ہی وہ موقع ہوتا ہے جب تمام دنیا کے مختلف علاقوں، قوموں، اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک ساتھ وقت گزارتے ہیں چنانچہ اس طرح مختلف افراد کے باہمی تعلق سے لے کر دنیا کی مختلف مسلم قوموں اور ملکوں کے سربراہوں میں تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچاننے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

معاشرتی و اخلاقی خوبیاں پیدا ہونا:

حج کی بدولت انسان میں اخلاقی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً عاجزی و انکساری، دیانت داری، سچائی، عدل انصاف، ہمدردی و ایثار، صبر و تحمل وغیرہ اور برے اخلاق مثلاً جھوٹ، غیبت، منافقت، حسد، غرور و تکبر، ریاکاری، مفاد پرستی، سختی و درشتی وغیرہ ختم ہوتے ہیں۔

مرکزیت کا شعور:

حج کے موقع پر تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اس طرح ان میں مرکزیت کا شعور پیدا ہوتا ہے اور مرکز یہی حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) ہے یہی ہمارا آغاز و انجام ہے یہی ہماری پہچان ہے یہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اتحاد امت اور عملی مساوات کا درس:

جب دنیا کے مختلف قوموں، علاقوں، رنگ و نسل، تہذیب و تمدن، مزاج و اخلاق اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے انسان تمام تر امتیازات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک ہی وقت میں ایک ہی لباس میں ایک ہی جگہ جمع ہو کر ایک جیسے اعمال سر انجام دیتے ہیں تو ان میں فکری وحدت، اتحاد اور عملی مساوات کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ امت مسلمہ اور اسلام کی عظمت کا اظہار:

حج کا یہ عظیم الشان اجتماع ملت اسلامیہ کی شان و شوکت کا آئینہ دار ہوتا ہے جب دنیا کے گوشے گوشے سے آئے مسلمان رنگ و نسل، قوم و وطن کے امتیازات سے بلند و بالا ہو کر ایک ہی کلمہ لبیک اللہم لبیک دہراتے ہیں ایک ہی کیفیت میں سرشار اپنے خدا کی پکار پر لپکے جا رہے ہوتے ہیں تو گویا وہ خدا کے فداکار سپاہیوں کی ایک فوج معلوم ہوتے ہیں۔

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کے ذریعے سے دین (اسلام) کو تمام دینوں پر غالب کر دے (سورۃ الفتح)

معاشی اور بین الاقوامی تجارت میں ترقی:

حج کا ایک اہم تجارتی اور اقتصادی فائدہ یہ بھی ہے کہ مختلف ممالک سے آنے والے حجاج خرید و فروخت کے ذریعے معاشی نفع حاصل کرتے ہیں حج و عمرہ کی ادائیگی کا ایک فائدہ معاشی حالات کا بہتر ہونا بھی ہے اور یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ مسلسل کیا کرو پس یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل دور کرتی ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

حج مقبول:

حج کے مذکورہ بالا اجتماعی و انفرادی فوائد سے ہم تب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب ہمارا مقصد رضائے الہی ہو۔ ہماری سرگرمیوں کا مرکز و محور دین کی سر بلندی اور حج کے روحانی مقاصد پر نظر جمی رہے تبھی ہمارا حج، حج مقبول و مبرور ہو سکتا ہے۔

سوال 5: جہاد سے کیا مراد ہے؟ اس کی اقسام اور فضائل بیان کیجیے۔

لغوی معنی:

جہاد کا لفظ ”جہد“ سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی کوشش محنت، جدوجہد، طاقت، مشقت کے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم:

شریعت کی اصطلاح میں جہاد سے مراد وہ کوشش اور جدوجہد ہے جو دین کی حفاظت و فروغ اور امت مسلمہ کے دفاع کیلئے کی جائے۔

”جہاد“ اسلام کا محافظ فریضہ:

جہاد درحقیقت دین اسلام کا محافظ فریضہ ہے ارکان اسلام اگر اسلام کے ستون ہیں تو جہاد اسلام کے اس خیمے اور اس کے ارکان کا محافظ فریضہ ہے قرآن و حدیث میں جہاد کے فضائل، مناقب، مقاصد اور طریقہ کار بیان کیا گیا ہے اور جہاد سے انکار کرنے اور اس سے پیچھے رہنے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں سخت سزا بیان کی گئی ہے قرآن و حدیث سے جہاد کی مختلف اقسام معلوم ہوتی ہیں جو حالات اور افراد کے اعتبار سے تقسیم ہوتی ہیں۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں۔

(1) خواہش نفس کیخلاف جہاد (2) جہاد بالطاغوت (شیطان کیخلاف جہاد) (3) جہاد بالسیف

(1) خواہش نفس کیخلاف جہاد:

اس سے مراد اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ اطاعت الہی سے روکنے والی پہلی قوت انسان کی خواہشات ہیں جو ہر وقت اس کے دل میں موجزن رہتی ہیں اور اسے ان کی سرکوبی کیلئے ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اپنے نفس کی ان خواہشات کیخلاف جہاد کرتے ہوئے گناہ سے بچنا اور نیک کام سرانجام دینا خواہشات نفس کے خلاف جہاد کہلاتا ہے۔ لہذا خواہشات نفس کیخلاف جہاد کو نبی ﷺ نے ”جہاد اکبر“ کا نام دیا ہے۔ اور یہ جہاد کا وہ مرحلہ ہے جسے سرکیے بغیر انسان جہاد کے کسی اور میدان میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

(2) جہاد بالطاغوت:

جہاد کی دوسری بنیادی قسم ”جہاد بالطاغوت“ یا جہاد بالشیطان ہے کیونکہ اپنے نفس پر قابو پالینے کے بعد ان شیطانوں سے نمٹنا ضروری ہوتا ہے جو اللہ کے بندوں کو اپنی اطاعت اور بندگی پر مجبور کر رہے ہوں قرآن مجید اس قسم کی ہر طاقت کو طاغوت کا نام دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(ترجمہ) جو لوگ ایمان والے ہیں تو وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں“

جہاد بالطاغوت کی اقسام

یہ طاغوتی قوتیں چونکہ مسلمان معاشرے میں مختلف صورتوں میں پائی جاتی ہیں مثلاً معاشرے کے غلط رسم و رواج کی شکل میں اور اسلامی معاشرے کے باہر غیر اسلامی ممالک کے غلبے کی شکل میں بھی چنانچہ ان طاغوتی قوتوں سے نمٹنے کے طریقے بھی مختلف ہیں اس لحاظ سے انکی مختلف اقسام بنتی ہیں۔

۱۔ جہاد بالقول یا باللسان:

اس سے مراد باطل کیخلاف زبان کے ذریعے جہاد کرنا اور کلمہ حق بلند کرنا ہے بالخصوص جب اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ حق بات کہنے سے جان جاسکتی ہے

پھر بھی حق اور سچ بیان کر دینا اور حق و باطل میں فرق کر دینا جہاد باللسان کہلاتا ہے اس لیے حدیث مبارک میں اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔
 ”افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے۔“ (الحديث)

۲۔ جہاد بالقلم: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اپنے قلم اور تحریر کی طاقت سے اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرتے ہوئے جہاد اسلامی میں حصہ ڈالنا اور کفریہ طاقتوں کا مقابلہ کرنا ”جہاد بالقلم“ کہلاتا ہے۔ دور جدید میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا وغیرہ تمام ذرائع ابلاغ اس میں داخل ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کلمہ حق کہنے والے صاحب علم و عمل کے قلم کی سیاہی کو شہید کے خون کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں جہاد کی اس قسم کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ جہاد بالمال:

مال کے ذریعے باطل کی خلاف جہاد کو ”جہاد بالمال“ کہا جاتا ہے قرآن وحدیث میں جہاد کی اس قسم کی بھی ترغیب اور احکامات دیئے گئے ہیں اور دوسری نبوی میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مالی تعاون کا حکم دیا تو تمام مسلمانوں نے دریا دلی کی لازوال داستانیں رقم کیں۔

انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا و جاهدوا باموالهم و انفسهم في سبيل الله اولئك هم الصديقون (الحجرت 15)
 بلاشبہ ایمان والے وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔
 ایک اور جگہ ارشاد فرمایا (ترجمہ) وہ لوگ جو اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، (القرآن)

جہاد کے بارے میں جامع ہدایت:

دراصل جہاد مجازی طور پر دین اسلام کی بقاء اور غلبے کیلئے کی جانے والی ہر کوشش کیلئے بولا جاتا ہے جس میں بہت ہی جامعیت اور وسعت پائی جاتی ہے اس لیے قرآن مجید میں اس بارے میں بڑی جامع ہدایت ان الفاظ میں دی گئی ہے، ارشاد باری ہے۔

ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هي احسن
 ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلائیے اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقوں سے بحث کیجئے۔ (النحل 125)
 یعنی جس موقع پر جہاد کی کسی قسم کی ضرورت ہو وہاں پر اس کے مطابق جہاد کیا جائے۔

برائی کو روکنے کے درجات: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

چنانچہ اگر جہاد کا سچا جذبہ دل میں ہو تو مومنانہ بصیرت ہر موقع پر مناسب راہیں بھھا دیتی ہے اس سلسلے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ ”تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔“
 3۔ جہاد بالسيف:

”سيف“ تلوار کو کہا جاتا ہے چنانچہ جہاد بالسيف سے مراد ہے میدان جہاد میں نکل کر دشمنان دین اور ظالموں سے لڑنا۔ حق و باطل کی کشمکش میں وہ مقام آ کر رہتا ہے جب طاغوتی قوتیں حق کا راستہ روکنے اور اسے مٹانے کیلئے سرد جنگ سے آگے بڑھ کر کھلی جنگ پر اتر آتی ہیں اور مسلمان کو ملی تحفظ اور بقائے دین کیلئے ان سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے غزوہ بدر، غزوہ تبوک، سریہ موتہ اس کی اہم مثالیں ہیں۔

جہاد بالسيف کی اقسام: جہاد بالسيف کی دو اقسام ہیں۔ (۱) مدافعانہ جہاد (۲) مصلحانہ جہاد

(۱) مدافعانہ جہاد: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اگر کوئی غیر مسلم قوت کسی مسلمان ملک پر حملہ کرے تو اس ملک کے مسلمانوں پر اپنے دین و ایمان، جان و مال اور عزت کے تحفظ کی خاطر جہاد فرض ہوتا ہے اسی طرح کسی غیر مسلم ریاست میں مسلمان رعایا پر ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ظلم ڈھایا جا رہا ہو تو عالم اسلام پر لازم ہے کہ انہیں اس ظلم سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرے

(۲) مصلحانہ جہاد: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

جو شخص کلمہ پڑھ کر اللہ کی حاکمیت اور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا اقرار کرے اس پر لازم ہے کہ وہ ساری دنیا میں اللہ کی حاکمیت اور نبی ﷺ کی شریعت نافذ کرنے

کیلئے کوشاں رہے۔

حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا اہم مقصد ہی دین حق کی سر بلندی اور قیام بتایا ہے۔

هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله و لو كره المشركون (التوبة 33)

(ترجمہ) اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غلبہ دے اگرچہ شرک کرنے والے برائے ہیں۔

فتنہ مٹانے کا حکم:

دین حق کا قیام اس لیے بھی ضروری ہے کہ کیونکہ اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا اور عدل و انصاف مٹ جائے گا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس وقت تک لڑتے رہو جب تک فتنہ و فساد مٹ نہ جائے، ارشاد باری ہے:

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله (سورة الانفال 39)

(ترجمہ) اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فساد نہ رہے اور سارے کا سارا دین اللہ کا ہو جائے۔

﴿جنگ اور جہاد میں فرق﴾

مخالفین اسلام پر پیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ دین تلوار کے زور پر پھیلا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں مسلمان کی تلوار اور کافر کی شمشیر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کافر کی جنگ کا مقصد کسی مخصوص فرد، گروہ یا قوم کی ہوس ملک گیری، جذبہ برتری کی تسکین، انتقام لینا اور معاشی غلبہ ہوتا ہے جبکہ جہاد کے مقاصد میں دین کی سر بلندی، انسانوں کو طاغوتی قوتوں کے غلبے سے نجات دلانا، انسانی شرف و آزادی کو بحال کرنا، ظلم کا خاتمہ، حق کی اشاعت اور فلاح انسانیت شامل ہیں۔

﴿جہاد کی فضیلت قرآن مجید کی روشنی میں﴾

1. اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے:

قرآن مجید میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے قرار دیا گیا ہے جو راہ خدا میں پوری استقامت و بہادری سے لڑتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان مرصوص (الصف 4)

(ترجمہ) بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

2. راہ خدا میں جہاد:

وجاهدوا في الله حق جهاده (الحج)

(ترجمہ) اور اللہ کے راستے میں ایسے جہاد کرو جیسے جہاد کرنے کا حق ہے

وقاتلو في سبيل الله الذين يقاتلو نكم (البقرة 19)

(ترجمہ) ”اور تم اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تم سے لڑتے ہیں“

3. فتنے کا خاتمہ:

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله (سورة الانفال 39)

(ترجمہ) ”اور تم ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کیلئے ہو جائے“

4. جان و مال سے جہاد:

(ترجمہ) ”اور تم اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو“ (القرآن)

5. سامان جنگ تیار رکھو:

(ترجمہ) ”اور تم ان کیلئے طاقت تیار رکھو جو تم کو سکھ“

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة (الانفال 40)

6. جہاد کی فرضیت:

کتب علیکم القتال (سورة البقرة 216)

(ترجمہ) جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے۔

7. امت مسلمہ کے دفاع کیلئے جہاد:

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے حالانکہ مرد، عورتیں اور بچے کہہ رہے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالموں کی ہستی سے نکال۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

8. مجاہد کے لیے اجر عظیم کا وعدہ:

ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیه اجرًا عظیمًا (النساء 74)

(ترجمہ) اور جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا پھر وہ قتل کر دیا گیا یا غالب آ گیا تو بہت جلد ہم اسے بڑا اجر عطا کریں گے۔

9. شہید کو مردہ کہنے کی ممانعت:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (البقرة 154)

(ترجمہ) اور تم راہ خدا میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ مت کہو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور لیکن تمہیں شعور نہیں۔

10. اہل ایمان کی نشانی:

مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔ (الحجرات)

﴿جہاد کی فضیلت حدیث کی روشنی میں﴾

1. راہ خدا کی ایک صبح یا شام:

(ترجمہ) ”اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام کو چلنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔“

2. مجاہد کے جنت میں درجات:

(ترجمہ) ”جنت کے سودر جے ہیں جن کو اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کیلئے بنایا ہے“

3. افضل مسلمان:

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایسا مومن جو اللہ کیلئے اپنے جان و مال سے جہاد کرتا ہے۔“

4. اسلام کی چوٹی:

(ترجمہ) ”دین کی اصل اسلام لانا ہے اور اسلام کی عمارت کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

5. ترک جہاد پر وعید:

”جس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ نفاق کے ایک حصے پر مرا۔ جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔“

سوال: اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت و اطاعت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت

احسانات الہی:

اللہ تعالیٰ کے احسانات کئی طرح کے ہیں مثلاً مادی، آفاقی اور روحانی وغیرہ۔

مادی اور شخصی احسانات:

مثلاً انسان بنانا، جسمانی صحت و تندرستی عطا کرنا، عقل و دانائی عطا کرنا، زندگی کی تمام ضروریات عطا کرنا والدین، رشتہ دار عطا کرنا۔

آفاقی احسانات:

مثلاً آسمان وزمین کی پیدائش، پانی، ہوا، آگ اور مٹی کی تخلیق، سورج، چاند، ستاروں کی پیدائش اسی طرح دنیا کی تمام نعمتیں جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

روحانی نعمتیں:

ان میں تمام وہ نعمتیں اور احسانات شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی آخرت کی کامیابی کے لیے عطا فرمائے ہیں مثلاً انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمانا، ان پر کتابیں اور صحیفے نازل کرنا، ایمان اور عمل صالح کی دولت عطا فرمانا، شیطان اور نفس کے شر سے بچانا اسی طرح دنیا و آخرت کے عذاب سے بچانا وغیرہ۔ حقیقت یہی ہے کہ تمام انسان مل کر بھی اللہ تعالیٰ ان نعمتوں اور احسانات کو شمار نہیں کر سکتے اور اس کے کرم کا حساب نہیں لگا سکتے۔

و ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوها (ابراہیم 34) (ترجمہ) اور اگر تم اللہ کے احسانات گننا چاہو تو نہ گن سکو گے،

محبت الہی:

کیسے ممکن ہے کہ نعمتوں کی یہ کثرت و فراوانی انسان کے دل میں اپنے رحیم و کریم آقا کیلئے وہ جذبہ محبت و احسان مندی نہ پیدا کرے جو ایک صاحب ایمان کی نشانی اور وصف خاص ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو بھلا دینے والا اس جذبہ محبت سے محروم رہ جاتا ہے قرآن مجید اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا۔ (ترجمہ) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں کو معبود بناتے ہیں اور ان سے اللہ کی محبت کی طرح محبت رکھتے ہیں اور جبکہ جو (اصل) ایمان والے ہیں وہ تو اللہ سے سب سے قوی محبت رکھتے ہیں،

محبت الہی کے تقاضے:

بندہ مومن پر اللہ تعالیٰ کی محبت کے بہت سے تقاضوں کو پورا کرنا لازم ہے جن میں چند اہم درج ذیل ہے تو حید خداوندی پر ایمان لانا، اطاعت کرنا، جن کاموں کے کرنا کا حکم ہے انہیں پورا کرنا اور جن سے بچنے کا حکم ہے ان سے اجتناب کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ رکھنا اور ضرورت پڑنے پر کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنا، اللہ کے دین کی سر بلندی اور غلبے کیلئے کوشاں رہنا، اللہ تعالیٰ کے باغیوں اور نافرمانوں کے طور طریقوں سے بچنا، اللہ کیلئے کسی سے محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کسی سے دشمنی کرنا، اللہ تعالیٰ کیلئے کسی سے ملنا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کسی کو کچھ عطا کرنا اور اللہ تعالیٰ کیلئے کسی کو کچھ دینے سے رک جانا، اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کسی سے لڑنا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کسی سے صلح کرنا۔ بالفاظ دیگر زبان حال سے یہ کہنا ﴿ان صلوٰتی و نسکی و معیای و مماتی لله رب العالمین﴾ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنے والا اور میرا جینا سب اللہ کیلئے ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اطاعت الہی:

”اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے“ (القرآن)

حضور ﷺ کی محبت و اطاعت

حضور ﷺ کے امت پر احسانات:

اللہ تعالیٰ کے بعد ہماری محبت کے مستحق اس کے رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس کے طفیل ہمیں سب سے بڑی نعمت ایمان اور دین اسلام حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے بعد امت پر سب سے زیادہ احسانات بھی آپ ﷺ کے ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جس قدر تکالیف مجھے دی گئیں کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں“۔ اور سب تکالیف آپ ﷺ نے اپنی امت کیلئے برداشت فرمائی تھیں امت کیلئے راتوں کو جاگنا، روز و کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا، حجۃ الوداع میں امت کیلئے گھنٹوں دعا کرنا، دن بھر تبلیغ کیلئے سفر کرنا، تیس سالہ دور نبوت میں المناک تکالیف کو برداشت کرنا، سفر معراج میں بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کو یاد رکھنا، امت کی آسانی کی خاطر نمازیں کم کرنے کی درخواست کرنا، آپ ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کی برکت سے امت سے اجتماعی عذاب کا اٹھ جانا، شرک سے بچنے والے اور توحید کے ماننے والے کا آخر کار جنت میں جانا یہ سب حضور ﷺ کے احسانات ہی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم (سورة التوبة 128)

(ترجمہ) مسلمانو! تمہارے پاس (اللہ کا) ایک رسول آگیا ہے جو تم ہی میں سے ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر بہت گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بڑا

خواہش مند ہے، وہ مومنوں کیلئے شفقت رکھنے والا، رحمت والا ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

محبت رسول اکرم ﷺ:

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اسکے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“ (الحديث)

محبت رسول اکرم ﷺ کے تقاضے:

امت مسلمہ پر حضور ﷺ کی محبت اور احسانات کے بہت تقاضے عائد ہوتے ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں جن کو علامہ قاضی عیاض مالکی نے ”الشفاء“ کتاب میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

☆ حضور ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت پر ایمان لانا ☆ ادب و احترام کرنا ☆ اطاعت کرنا ☆ جن باتوں کا حکم دیں انہیں پورا کرنا ☆ جن کاموں سے منع کریں ان سے باز آنا ☆ سنت کی پیروی کرنا ☆ آپکے دشمنوں سے نفرت کرنا ☆ درود و سلام بھیجنا ☆ آپ ﷺ کے دین کی خدمت سرانجام دینا ☆ بدعات اور خلاف شریعت باتوں سے اجتناب کرنا ☆ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ ﷺ کے صاحبزادوں، آپ ﷺ کی صاحبزادیوں اور صحابہ کرامؓ سے محبت و عقیدت رکھنا۔
اطاعت رسول اکرم ﷺ:

”تو کہہ کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا“۔ (آل عمران 31)

بدعات کی قباح و مذمت:

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ کچھ لوگ حوض کوثر پر آپ ﷺ کے دست اقدس سے پانی پینے کیلئے آئیں گے تو فرشتے انہیں روک دیں گے آپ ﷺ کے فرمانے پر یہ کون لوگ ہیں فرشتے جواب دیں گے یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین میں نئی بدعات جاری کر دی تھیں۔ تو آپ ﷺ فرمائیں گے کہ ان لوگوں کو میری نظروں سے دور کر دو جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل دیا۔

اطاعت رسول اکرم ﷺ نجات کا ذریعہ:

ترجمہ: میرا ہر امتی جنت میں جائے گا سوائے اس کے جو انکار کر دے، عرض کیا گیا کہ انکار کرنے والا شخص کون ہوگا؟ ارشاد فرمایا جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ انکار کرنے والا ہوگا (الحديث)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

کامل اتباع کا حکم:

لا یومن احد کم حتی یکون هو او تبعالما جئت به (الحديث)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل کی تمام خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆